



السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

باغیوں سے تعالیٰ کے بارے میں کا بیان

الجواب بعون الوہاب بشرط صحیح السوال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!
الحمد لله، والصلوة والسلام على رسول اللہ، آما بعد!

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

وَإِنْ طَائِفَانِ مِنْ الْمُؤْمِنِينَ أَفْكَرُوا فَصَاحُوا إِنَّمَا قَاتَلُوا أُتْيَىٰ تَقْرِيْبَيْنِ أَمْ أَمْرَ اللَّهِ فَإِنْ فَاتَ فَاصْحَّوْا هُمْ بِالظَّلَمِ وَأَقْطَلُوا إِنَّمَا يُحَبِّبُ الْمُتَّقِيْنَ ۖ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِذْ هُمْ قَاتَلُوا إِنَّمَا يُحَسِّنُ وَإِنَّمَا الْلَّهُ يُحَسِّنُ ۗ ۱۰۷ ... سورة الحج

"اور اگر مسلمانوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں میل ملاپ کراؤ کرو۔ پھر اگر ان دونوں میں سے ایک جماعت دوسری جماعت پر زیادتی کرے تو تم (سب) اس گروہ سے جو زیادتی کرتا ہے لڑو۔ یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے، اگر لوٹ آئے تو پھر انصاف کے ساتھ صلح کراؤ اور عدل کرو یہاں اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ (یاد رکھو) سارے مسلمان بھائی بھائی ہیں پس لپٹنے دو بھائیوں میں ملاپ کر دیا کرو، اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے" [1]

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے باغیوں کے خلاف اس وقت واجب قرار دیا ہے جب تک وہ صلح پر آمادہ ہوں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :

"مَنْ يَأْتِمْ مِنْهُمْ بِعْدِ عَلِيٍّ وَأَبْدِيلٍ يَأْتِمْ بَعْدَهُمْ مَنْ يَنْهَا مِنْهُمْ فَأَنْهَا عَلَيْهِمْ مَمْنُونَ"

"جب تم ایک شخص کی امارت پر مستنق ہو کر امن و سکون سے زندگی گزار رہے ہو تو پھر کوئی دوسرا شخص تمہارے پاس آئے جو تمہاری جماعت میں افتراق و انتشار پیدا کرنا چاہے تو اسے قتل کر دو۔" [2]

نیز فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :

"مَنْ خَرَجَ عَلَى أُنْصَارٍ وَخَمْرٍ فَأَنْهَا كَثِيرٌ مَا كَانَ"

"جو شخص میری امت کے خلاف اس وقت نزدیک کرے جب وہ مستنق ہو چکی ہو تو اس کی گردان تلوار سے اڑا دو چاہے جو بھی ہو۔" [3]

باغیوں سے تعالیٰ کے بارے میں صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم کی ایک ہی رائے تھی، ان میں اختلاف نہ تھا۔

(۱)۔ "بنادوت" زیادتی، ظلم اور راه حق سے بہت جانے کا نام ہے، امدا با غی وہ لوگ ہیں جو زیادتی کرنے والے، ظالم اور راه حق کو بھجوڑنے والے ہیں اور مسلمان امراء کے احکام اور نظام کی خلافت کرنے والے ہیں، امدا مسلمانوں کی ایک جماعت اور ایک امام کا ہونا ناگیری ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

وَإِنْ هُمْ بِأَنْجَلِ اللَّهِ مُحْسِنُونَ ۖ ۱۰۳ ... سورة آل عمران

"اللہ تعالیٰ کی رسی کو سب مل کر مضبوط تھام لو اور بھوٹ نہ ڈالو۔" [4]

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

إِنَّمَا الْمُنْتَدِنُونَ مُنْتَدِنُوا بِاللَّهِ وَمُنْتَدِنُوا بِرَسُولِ اللَّهِ وَأُولَئِكُمْ مُنْهَمُونَ ۖ ۹۵ ... سورة النساء

"اسے ایمان والوں! فرمانبرداری کرو اللہ کی اور فرمانبرداری کرو رسول کی اور تم میں سے اختیار والوں کی۔" [5]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"میں تمہیں اللہ سے ذرنے اور سمع و طاعت کے بجالانے کا حکم کرتا ہوں اگرچہ تم پر کوئی جوشی غلام امیر بن جائے۔" [16]

درج بالا آیات اور حادیث میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ لیے امور میں جوانانی معاشرے کی اجتماعیت کو قائم رکھنے کے لیے ضروری ہیں تاکہ ان کی شیرازہ بندی قائم رہے، ملک کی حفاظت اور اس کا دفاع آسان ہو اور حدود کا نخاذ ہو، حقوق کی ادائیگی ہو، نکل کا حکم ہو اور بربانی سے روکا جائے۔

شیعہ الاسلام اہن تیسیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں : "جاتا چاہیے کہ لوگوں کے امور کی سر بر ای واجبات دینیہ میں سے ایک اہم دینی فریضہ ہے بلکہ دین و دنیا کا قیام اسی کے ساتھ ہوتا ہے۔ بنی آدم کے مصلح، منافع اور فوائد یقیناً آپس میں مل کر بینے ہی سے پورے ہوتے ہیں اور اجتماعیت میں امیر و سربراہ کا ہونا ضروری ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر جیسے پھٹوں اور عارضی اجتماع میں بھی ایک شخص کو امیر بنانا واجب قرار دیا ہے جس سے مختلف قسم کے اجتماعات پر رکھیں یا امیر بنانے کی تیسیہ ہوتی ہے۔" [17]

معلوم ہونا چاہیے کہ لوگ امیر و حاکم کے بغیر درست نہیں رہ سکتے۔ اگر کوئی ظالم حکمران بن جائے تو وہ بغیر حاکم و امیر زندگی گزارنے سے بہتر ہے، جیسے کہ جاتا ہے : ظالم امیر کے تحت سال گزارنا امیر کے بغیر ایک رات گزارنے سے بہتر ہے۔

(2)۔ اگر کوئی جماعت میثیہ امور کا غلط معنی کر کے مسلمانوں کے امیر کے خلاف خروج (بنادو) کرتی ہے، اتحاد کی قوت کو پارہ کرنے کی کوشش کرتی ہے تو یہ ظالموں اور باغیوں کی جماعت ہے۔ مسلمانوں کے امیر کو چاہیے کہ اس سے مراسلت (ذکرات) کرے اور بھجو کرے اس سے کیا شکایت ہے؟ اگر وہ کسی ظلم و زیادتی کی شکایت کریں تو وہ اس کا ازالہ کرے، اگر کوئی غلط فہمی ہو تو اسے دور کرے حتیٰ کہ و سعی ظرفی اور سنجیدگی سے صلح کی بوری کو شکش کرے کوئیکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

"آن خلوٰقہنا"

"ان (دونوں) میں ملی ملاب کر دیا کرو۔" [18]

صلح اور اصلاح کا طریقہ یہ ہے کہ اگر باغی لوگ امیر پر ایسا کام کرنے کا الزام لگاتے ہیں جس کا کرنا شرعاً جائز نہیں تو امیر کو چاہیے کہ اس کا ازالہ کرے اور اگر اس کا ازالہ کرے تو وہ خلافت کو دلائل سے قائل کرے اور حقیقت حال کو واضح کرے۔ اگر باغی گروہ رجوع کرے، حق کی طرف پڑت آئے اور اطاعت امیر پر آمادہ ہو جائے تو پھر وہ رجوع نہ کریں تو ان سے جنگ کرنا ضروری ہے۔ اس کی رعایا کو چاہیے کہ اس سے بھر پور تعاون کریں حتیٰ کہ ان کے شرکا خاتمہ ہو جائے اور فتنے کی آگ بخجھ جائے۔

(3)۔ باغیوں سے قاتل کے وقت درج ذیل امور کا حافظہ رکھا جائے :

1- ان پر ایسی چیز سے حملہ نہ کیا جائے جو اجتماعی بلاکت کا باعث ہو، مثلاً: مباہ کن میراں یا ہم نہ پھینک جائیں۔

2- ان کے بچوں، پشت پھری کر بھلگے والوں اور زخمیوں کو یا جو لشائیں چلائے، قتل کرنا حرام ہے۔

3- اگر ان میں سے کوئی گرفتار ہو تو اسے قید میں رکھا جائے حتیٰ کہ فتنے کی آگ بخجھ جائے۔

4- ان کے اموال کو غیبت نہ قرار دیا جائے بلکہ ان کے اموال بھی دوسرا سے مسلمانوں کے اموال کی طرح (قابل احترام) میں کیونکہ ان پر ان کی ملکیت ختم نہیں ہوئی۔ لڑائی ختم ہو جانے اور فتنے کی آگ بخجھ جانے کے بعد اگر ان کا مال کسی کے قبضے میں پایا جائے تو اسے لے کر اصل مالک کو لبادیا جائے اور اگر وہ ضائع ہو گیا تو اس کا ضمان نہ ہوگا۔ فریقین کی لڑائی میں جو مارا گیا اس کی دیت بھی نہ ہوگی۔

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں : "اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں فتنوں نے سر اٹھایا تو ان کی سر کوبی کی گئی۔ وہ سب اس بات پر مستحق تھے کہ کسی فتنے باز کے قتل ہونے کی صورت میں اس کی دیت نہیں دی جائے گی اور نہ قرآنی آیات کی (غلط) تاویل کر کے ان کا مال غیبت سمجھا جائے مگر ہمارا باغیوں نے چھینا تھا اگر وہ بیہدہ والیں مل گیا تو اسے لے کر مالک کو دے دیا جائے۔" [19]

(4)۔ اگر مسلمانوں کے دو گروہوں میں لڑائی پھر جائے، ان میں سے کوئی بھی امام اسلامیں کی اطاعت میں نہ ہو بلکہ لڑائی کی نیاد بآہی عصیت ہو یا اقدار کی خاطر جنگ ہو تو دونوں گروہوں دوسرا سے پر زیادتی کر رہا ہے اور کسی میں کوئی خصوصیت اور امتیاز نہیں رہا جو اس کے حق پر ہونے کی واضح علامت ہو۔ ایسی صورت میں ہر گروہ دوسرا سے کے نقصان کا ضامن ہو گا۔ اگر یک گروہ امیر کے حکم سے لڑتا ہو تو وہ حق پر سمجھا جائے گا، دوسرا باغی قرار پاپے کا جیسا کہ اوپر گزرنچا ہے۔

(5)۔ اگر کوئی گروہ خوارج کے عقائد رکھتا ہو، مثلاً: کبیرہ لکھا ہوں کے مر تھب کو کافر کہنا، مسلمانوں کی خونزی کو جائز سمجھنا اور صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اصحاب میں کو گایاں دینا تو وہ بھی باغی، فاسق اور خوارج ہوں گے۔ اگر وہ امیر کی اطاعت کے دائرے سے نکل جائیں گے تو ان سے قاتل واجب ہو گا۔

شیعہ الاسلام اہن تیسیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں : "خوارج کے بارے میں اہل سنت متفق ہیں کہ وہ بدعتی گروہ ہے۔ صاحبہ کرام رضوان اللہ عنہم اصحاب میں کا ان سے قاتل کرنے پر اتفاق تھا۔ علمائے اہل سنت کا بھی یہی ملک ہے کہ عادل حکمرانوں کے ساتھ مل کر ان (خوارج) سے لڑائی جائے گی۔ اس کے بارے میں اختلاف ہے کہ ظالم حکمرانوں کے ساتھ مل کر بھی ان سے لڑا جائے گی۔ یا نہیں؟ بعض اہل علم سے متقول ہے کہ ان (ظالم حکمرانوں) کے ساتھ مل کر لڑائی جائز ہے۔ اسی طرح معاہدہ میں سے کوئی اپنا عمد توڑے تو ان سے لڑائی بھی ضروری ہے اور معمور کا یہی موقف ہے۔ امیر نیک ہو یا فاجر و فاسق، اگر وہ باغی کفار یا مرتدین یا معابدے کو توڑنے والوں یا خوارج سے جنگ کرے تو اس کے ساتھ بھر پور تعاون کرتے ہوئے لڑائی لڑی جائے۔ اگر اس کی لڑائی جائز نہ ہو تو اس کے ساتھ جنگ میں شامل نہ ہوا جائے۔" [10]

(6)- اگر خوارج کے عقائد رکھنے والا گروہ امام کی اطاعت کرتا رہے اور لڑائی کرنے پر آمادہ نہ ہو تو احکام اسلام کے مطابق ان پر تعزیر ہوگی، نیز ان کے عقائد کی تردید کی جائے گی اور انھیں اپنی بالل رائے کی نشر و اشاعت کی اجازت نہ دی جائے گی۔ یہ مسلک ان حضرات کا ہے جو خوارج کو کافر نہیں کہتے جو ساکہ محسوس اعلاء کا موقف ہے۔ باقی رہبے وہ حضرات جن کافتوں ہے کہ خوارج کافر ہیں تو ان کے نزدیک خوارج سے قاتل کرنا بہ حال ضروری ہے۔

ارتداد کے احکام

مرتد "ارتد" فعل سے اسم فاعل کا صینہ ہے جس کے لغوی معنی "لوٹ جانے والے" کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَا تَرْتَدْ وَأَعْلَمْ أَجَارَكُمْ ۖ ۲۱ ۖ ... سورۃ المائدۃ

"اور تم اپنی پشت کے مل رو گردانی نہ کرو۔" [11]

مشرعی اصطلاح میں مرتد وہ شخص ہے جو اسلام قبول کر لینے کے بعد اپنی مرضی سے زبان کے ذریعے سے یاد یا عمل کے ساتھ دین اسلام کے احکام کا انکار کر دے۔ شریعت میں مرتد کے لیے دنیوی حکم بھی ہے اور آخری حکم بھی۔ دنیوی حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مous بیان فرمایا ہے:

"مِنْ بَلْ وَرْسَفَاقَكُوہ"

"جو (مسلمان) اپنادین بدل دے اسے قتل کر دو۔" [12]

اس اہم حکم کے ضمن میں چند مزید احکام بھی ہیں کہ اسے قتل کرنے سے قبل اس کی بیوی کو اس سے الگ کر دیا جائے گا، نیز اسے مالی تصرفات سے بھی روک دیا جائے گا۔ اس مسئلے پر علمائے کرام کا لامحاء ہے۔ باقی رہا آخرت میں حکم تو اسے اللہ تعالیٰ نے مous بیان کیا ہے:

وَمَنْ يَنْجُدْ مُحْكَمْ عَنْ دِينِهِ فَقُتْلَ جَنَاحُتْ أَعْلَمُهُنَّ إِذْنَنَا وَالْآخِرَةُ وَأُولَئِكَ أَصْحَابُ أَثَارِهِمْ يُغَيْرُونَ ۖ ۲۱۷ ۖ ... سورۃ البقرۃ

"اور تم میں سے جو لوگ لپنے دین سے پلت جائیں اور اس کی کفر کی حالت میں مرسیں، ان کے اعمال دنیوی اور آخری سب غارت ہو جائیں گے۔ یہ لوگ ہنسنی ہوں گے اور ہیئتہ جسم ہی میں رہیں گے۔" [13]

(1)- ارتداد و وقت ثابت ہوتا ہے جب کوئی ایسا کام کرے یا اسی بات کہہ دے جس سے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے، خواہ وہ سنجیدگی سے وہ کام کرے یا ازراہ مذاق۔ اللہ تعالیٰ کافرمان ہے:

وَلَئِنْ سَأَتَمَّتْ يَعْرُونَ إِيمَانَنَا تُغْنِشْ وَتُغْنِبْ قُلْ أَبِلَّهُ وَأَبِلَّهُ وَزَسِلَهُ أَنْتَمْ إِنْ أَنْتَ عَنْ طَائِفَةِ مُحْكَمْ لِغَنْبَهُ طَائِفَةً بِأَنَّمْ كَافُونَمِينَ ۖ ۶۶ ۖ ... سورۃ التوبۃ

"اگر آپ ان سے پوچھیں تو صفات کہ دین کے کہ ہم تو یونی آپس میں بنس بول رہتے تھے۔ کہ ویجے کہ اللہ، اس کی آئیں اور اس کا رسول ہی تمہارے بھی مذاق کے لئے رکھے گے؟" (65) تمہارے نہ بناؤ لیقیناً تم لپنے ایمان کے بعد بے ایمان ہو گے، اگر ہم تم میں سے پکھ لوگوں سے درگز رہیں کر لیں تو کچھ لوگوں کو ان کے جرم کی سکلیں سزا بھی دیں گے" [14]

اگر کسی نے جبرا کراہ کی وجہ سے زبان سے کوئی غلط حکم کہ دیا یا کوئی اسلام کے منافق کام کر دیا تو وہ مرتد شمارہ ہو گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کافرمان ہے:

مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ لَا هُنَّ أَكْرَمُ وَقَبِيلَ مُطْعَنٍ بِإِيمَانِ ۖ ۱۶ ۖ ... سورۃ النحل

"جو شخص لپنے ایمان کے بعد اللہ سے کافر کرے سوائے اس (شخص) کے جس پر جبرا کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر برقرار ہو۔" [15]

(2)- نوافض اسلام جن سے ارتداد ثابت ہوتا ہے، بہت سے ہیں۔ ان میں سے سب سے بڑا شرک ہے، جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کوشش کی تھی ایسا، مثلاً: غیر اللہ مددوں، اولیاء اور صاحبوں کو فریدار سی کے لئے پکارا یا ان کی قبروں پر کوئی جانور فتح کیا یا ان کی رضا کے لیے نذر مانی یا مددوں سے لپنے امور میں مدد طلب کی جو ساکہ آج کے دور میں قبر پرست لوگ کر رہے ہیں تو وہ شخص دین اسلام سے مرتد ہو گی۔ اللہ تعالیٰ کافرمان ہے:

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْنِي أَنْ يُشَرِّكَ بِهِ فَإِنْ يَذَرْهُمْ فَمَنْ ذَرَهُمْ ۖ ۱۸ ۖ ... سورۃ النساء

یقیناً اللہ پنے ساتھ شرک کیے جانے کو نہیں بخشندا اور اس کے سوابجے چاہے بخش دیتا ہے۔" [16]

شیعہ اسلام اہن تیمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "جس شخص نے لپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان واسطے بنالیے جھیں وہ پکارتا ہے، ان کے آگے سوال کا ہاتھ بڑھاتا ہے، ان پر توکل کرتا ہے تو وہ بالامحاج کافر ہے۔ اسی طرح جس نہیں اور رسولوں کا انکار کر دیا یا بعض کتب الیہ کا انکار کیا تو وہ مرتد ہو گیا کیونکہ ایسا شخص اللہ تعالیٰ کے حکم کی تکذیب کر رہا ہے، اللہ کے رسولوں میں سے کسی کتاب کا انکار کر رہا ہے۔ مزید آس کسی نے فرشتوں کے وجود کا یا لام آخرت کا انکار کیا ایسا اللہ تعالیٰ یا اس کے کسی رسول و نبی کو گالی دی یا نبوت کا دعویٰ کر دیا یا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کی نبوت کو تسلیم کیا تو وہ کافر ہے کیونکہ وہ اللہ کے فرمان:

"لیکن آپ اللہ کے رسول اور تمام نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں۔ [۱۷]

کو حملہ نے والا ہے اور جس نے نما کے حرام ہونے کو تسلیم نہیں کیا یا کسی ایسی شے کو حرام نہ سمجھا جس کے حرام ہونے پر بوری است کا لمحاء ہے، مثلاً: خنزیر کا گوشت، شراب وغیرہ یا کسی ایسی شے کو حلال نہ سمجھا جس کی حلت پر بوری است کا لمحاء ہے، مثلاً: ذبح کردہ حلال بچپائے تو وہ شخص بھی کافر ہے۔ اسی طرح جس نے ارکان اسلام (فکرہ شہادت، نماز، روزہ۔۔۔) کا انداز کیا یاد میں اسلام کا تمہارا ذیلیا قرآن مجید کی بے حرمتی کی یا اس کا عقیقہ ہو کہ قرآن مجید مکمل طور پر مخصوص نہیں بلکہ قوانین مقصوں میں انسان کا فریب ہوتا ہے جس کے لفڑ پر لمحاء ہے۔"

شیعہ مصروف آنکے چل کر مزید لکھتے ہیں : "جس نے دین کے سوا کسی اور دین کا بھی اتباع کیا یا شریعت محمدی کے ساتھ ساتھ کسی دوسری شریعت کو بھی قابل عمل سمجھا تو وہ شخص بھی بالاتفاق کافر ہے۔ اس کا فرمان خشک کی طرح ہے جو کتاب اللہ کے بعض حصے پر ایمان لایا اور بعض حصے کا انکار کر دیا۔"

نیز فرماتے ہیں : "جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے کسی وعدے یا وعید کا تمہارا یا جس نے اسلام کو محدود کر کی اور دین کو پاتالینے والے کو کافرنہ سمجھا (مثلاً: نصاریٰ) یا ان کے کفر میں شک کیا یا ان کے مذہب کو صحیح بنا تو وہ بالا بمادہ و کافر ہے۔"

نیز فرمایا: "جس نے صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم احمد بن حنبل کو یا ان میں سے کسی ایک کو گالی دی یا اس کا دعویٰ ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصود یا نبی ہے۔ جبکہ علیہ السلام نے غلطی کی تھی تو اس کے کافر ہونے میں کوئی شک نہیں۔"

(3)- جس نے شریعت اسلامیہ کی بجائے خود ساختہ قانون کو اپنا فیصل بنایا اور اسے اسلامی شریعت سے بستر قانون سمجھا یا اس نے اسلام کے بجائے سو شردم کی فخریا عربی قومیت کو دین اسلام کا مقابل سمجھ کر اپنا لیا تو اس کے مرتد ہونے میں کوئی عکس و شہر نہیں ہے۔

(۳) ارتدا کی اور بھی بہت سی انواع و اقسام میں، مثلاً: جس نے عالم الغیب ہونے کا دعویٰ کیا یا جو مشرکین کو کافر نہیں سمجھتا یا اسے ان کے کفر میں شک ہے یا ان کے مذہب کو صحیح اور درست سمجھے، مثلاً: اس کا عقیدہ ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت سے دوسری شریعت بڑھ کر ہے یادِ دین اسلام کے کسی حکم، ثواب یا عتاب سے استہدا کرے یا احکام رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض کئے یا اس کا یہ عقیدہ ہو کہ بعض لوگوں کے لیے شریعتِ محمدی کی اتباع ضروری نہیں بلکہ اس سے خروجِ جائز ہے جو صارکِ غالی قسم کے صوفیاء، کا عقیدہ بد ہے۔ اسی طرح جو شخص اللہ تعالیٰ کے دین اسلام کو نہ سمجھتا ہے اور نہ عمل کرتا ہے تو یہ سب ارتدا اور نواقض اسلام کے اسباب میں سے ہے۔

شیخ محمد بن عبد الوهاب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ان تمام قسم کے نواقض میں کوئی فرق نہیں، ان کے مرتكب سے ان کا ظبور خواہ مذاق میں ہو یا قصد ایکسی خوف کی وجہ سے ان کا اظہار کر کے وہ مرتد اور کافر ہی سمجھا جائے گا سو ائے مجبور و مقصور کے۔ یہ تمام نواقض انتہائی خطراں میں اور لوگوں سے اکثر ان کا وقوع ہوتا رہتا ہے۔ مسلمان کو چاہیے کہ ان سے بچے اور ان کا خطرہ ملپیٹنے لیے محسوس کرے۔ ہم اللہ کے غصب کے اسباب اور اس کے دردناک عذاب سے اس کی پناہ مانگئے ہیں۔"

یہ نوافضِ اسلام کے چند ایک نمونے تھے۔ آپ کو چاہیے کہ آپ جانیں اور پہچانیں تاکہ ان سے بچ سکیں۔

بادر کھس! جو شخص شر کہہ امور سے واقفیت نہیں رکھتا، اندر یا خارج سے کہ وہ اس کا ارتکاب کر ملے۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "جو شخص امور حالت سے واقع نہیں ممکن ہے کہ وہ عبادت میں سدا ہونے کے باوجود دین اسلام کی ایک ایک کڑھی کو ادھر کر کھو دے۔"

میرے بھائی! میر آپ کو مشورہ ہے کہ شیعۃ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "نکر و عقیدہ کی گمراہیاں اور صراط مستقیم کے تقاضے" کا مطالعہ کیجیے، نیز شیعہ مجدد محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب (مسائل الجایلیۃ) خالص فیما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلیٰ جامیلیت سے اختلاف" اور اس کی شرح کو پڑھیجئے جسے عراق کے معروف علم معمود شکری آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے تالیف کیا ہے۔

(4) - جو شخص وہیں اسلام سے مرتد ہو جائے اسے تین دن تک توبہ کا موقع دیا جائے گا۔ اگر وہ توبہ کر لے تو ٹھیک ورنہ قتل کر دیا جائے گا کیونکہ سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبیر علی کی ایک شخص مرتد ہو گیا تھا تو اسے توبہ کا موقع دیتے بغیر قتل دیا کیا۔

آب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سن کر فرمایا:

^{١٠} أفال حسنه عثنا وأطعمته كابعور رغيفاً وستة قطعه لبله بيتب وبراجم أمثل شرقاً، عمر المسن في المأخر ولم يذكر، إذ بلغوا

"تم نے تین دن تک اسے ملک کیوں نہیں دی؟ اسے روزانہ ایک روٹی لکھنے کو ہیئت اور توبہ کا موقع فرمائتے تو شاید وہ توبہ کر لیتا، پھر فرمایا: اے اللہ! میں اس موقع پر موجود نہ تھا اور نہ میں نے اس کا حکم دیا تھا۔ مجھے اب خبر ملی ہے اور میر، اے، کام مر ارضی ہے جو نہیں ہے، یہاں پر [18]

مرتد کو تو یہ کہلیے ملکت وینے میں محکت یہ ہے کہ بسا اوقات ارتدا دکا سبب کوئی شبہ ہوتا ہے جو فوراً زائل نہیں ہوتا، لہذا حقیقت حال واضح ہونے کے لیے ایک مدت درکار ہے۔ باقی رسمی وجوب قتل کی دلیل تور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فراہم ہے:

[19] "جو (مسلمان) اپنا دین بدل دے اسے قتل کر دو۔"

(5)۔ مرتد کو قتل کرنے کی ذمے داری حاکم یا اس کے نائب پر عائد ہوتی ہے کیونکہ اس کا قتل اللہ تعالیٰ کا حق ہے جو حاکم ہی وصول کر سکتا ہے۔

(6)۔ مرتد کو قتل کرنا اس لیے ضروری ہے کہ جب اس نے حتیٰ کو ہمی طرح جان بچان کر قول کیا تو اب اس کے ترک کا مقصد زمین میں فساد پھیلانا ہے، لہذا اس شخص کا زندہ رہنا درست نہیں۔ وہ ایک انسانی معاشرے کا فاسد عضو ہے، لہذا اس کا زبرد پھیلنے سے قبل ہی الگ کر دینا ضروری ہے۔

(7)۔ اگر مرتد کلمہ شہادت کا پھر سے اقرار کر لے تو اس کا رجوع ثابت ہو جائے گا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

١٠ أَمْرَثَ أَنْ أُفَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَهُوَوا: لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ هُنْ خُصُمُ مَنْ يَأْكُلُ وَنَفْسُهُ الْأَمْحَقَةُ،

"مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں (کافروں) سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ لاہٰ اللہ کا اقرار کر لیں، جب انہوں نے لاہٰ اللہ کا اقرار کر لیا تو اپنا خون اور مال محفوظ کر لیا سوائے اسلام کے حقوق کے۔" [20]

اگر کسی شخص کے ارتکاب کا سبب کلمہ شہادت کے علاوہ کسی لیے حکم کا انکار ہے جو ضروریات دین میں سے ہے تو اس کی توبہ تب تسلیم ہو گی جب وہ کلمہ شہادت کے ساتھ اس خاص امر کا اقرار کرے گا جس کے انکار سے اسے مرتبتہ ارد ہماگیا ہے۔

(8) مرتد کے پاس جو مال ہوگا اسے اس کے تصرفات سے روک دیا جائے گا کیونکہ اسکے ساتھ دیگر مسلمانوں کے حقوق متعلق ہیں جسا کہ ملک شخص کو مال کے تصرف سے روک دیا جاتا ہے (جب اس پر قرآن کا بوجھ ہو،) مرتد کے مال سے مسلمانوں کے قرضے اٹکیے جائیں گے۔ اسی طرح مرتد اس کے اہل و عیال پر اسی کامال خرچ کیا جائے گا جب تک اسے تصرف سے روکا ہوئے۔ اگر مرتد دوبارہ اسلام قبول کر لے تو اس کے مال تصرف کو بحال کر دیا جائے گا۔ اگر وہ حالت انداد میں مرگیا یا اسے مزرا کے طور پر قتل کر دیا گیا تو اس کامال "مال فی" قرار دے کر بیت المال میں جمع کر دیا جائے گا کیونکہ شرعاً اس کا کوئی وارث نہیں رہا۔ فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

"لارث المسلم الكافر، ولا الكافر المسلم"

"مسلمان، کافر کا اور کافر مسلمان کا وارث نہ ہو گا۔" [21]

اسی طرح وہ لوگ بھی اس کے وارث نہیں ہوں گے جن کا مذہب اس نے اختیار کیا ہے کونکہ اسے اس لفڑی مذہب بر قائم رہنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

(9)- جس شخص نے اللہ تعالیٰ ماس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی اس کی توبہ قبول ہو گئی ہا نہیں؟ اس کے بارے میں علماء کی دو راستے ہیں:

۱۔ دنیاوی احکام میں اس کاربونوں قبول نہ ہو گا بلکہ اسے قتل کرنا واجب ہو گا، نہ وہ کسی کا وارث ہو گا اور نہ اس کا کوئی وارث ہو گا کیونکہ اس کے اس قدر بڑے گناہ عقیدے میں فادا اور اللہ تعالیٰ کی ذات کو معمولی سمجھنے کا یہ تقاضا سے کہر حال اسے قتل کرنا حاجتے۔

2- اس کا رجوع قبول ہو گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

٣٨ ... سورة الانفال، قل لذينك كفوا والآن يتذمرون يغفر لهم ما قرء سلفت ...

"آپ ان کا غزوں سے کہ دیکھئے کہ اگر لوگ ہاڑ آ جائیں تو ان کے سارے گناہ جو سلسلے ہو چکے ہیں سے معاف کر دے جائیں گے۔" [22]

(10) جس شخص نے مارمارا زندگانی کا ارتیکا کیا، کہ اس کا رجوع قبول ہو گا مانس؛ اس کے بارے میں علمائے کرام کی مختلف آراء ہیں:

[۱] بعض کاکتیساے کہ دنیا میں اس کا بارجوع قبول نہ ہو گا، لہذا اس کو والانہا ممتنع کی جائے اور اسی حالت کا اگرچہ وہ تو بھی کر لے کر یونیورسٹی تعلیم کا ارشاد ہے:

الله أعلم، وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ، وَسَلَامٌ عَلَى أَهْلِ الْكِتَابِ، اللَّاهُ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ، حَمْدَةً لِلَّهِ، حَمْدَةً لِلَّهِ، حَمْدَةً لِلَّهِ

۲۔ وہ سے یہ ائمہ سے کہ ایک کاریج عقباً یہاں گاہکنگ ارشادِ الٰہی سے:

فَلَا إِلَهَ كُفَّارٌ مِّنْهُمْ لِيَقُولُوا إِنَّا سَمِعْنَا

[24] آن‌ها کافی نیستند، بلکه باید این را بازگردانید تا آن که در آن موج هدایت شده باشند، گردد.

آبست کار حکم عالم سے جعلیتہ عموم کے اقتدار سے اے، شخص کو بچو شانما، سے جو اسلامت ہوتا ہے۔

(11)- زندگی سے مراد منافق شخص ہے جو غالباً مسلمان ہو لیکن باطن میں کفر چھپا لے ہو۔ اس کے بارے میں یہی اہل علم کی دوسرے ہیں۔

1- اس کا رجوع قبول نہ ہو گا کیونکہ اس کے الفاظ یا اعمال سے یقینی رجوع ثابت نہیں ہوتا (ممکن ہے جھوٹ موث رجوع کر رہا ہو) ظاہری توبہ کے بعد یہی اس کی وہی کیفیت ہو گی جو پسلے تھی، یعنی اظہار اسلام اور دل میں کفر۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

إِلَّا أَنْذِنَنَا بِأَنَّهُمْ صَاغِرُونَ... ۖ ۱۶۰ ... سورۃ البقرۃ

"البَشَرُ جَنَّ لِوْكُونَ نَے (اس کام سے) توبہ کر لی اور اپنی اصلاح کر لی اور (جبات ہمچنان تھی اس کی) وضاحت کر دی۔" [25]

2- زندگی کا رجوع قبول ہو گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

إِنَّ الرَّجُونَ فِي الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَأَنَّ تَبَدِّلَ قَمَ تَصِيرُ ۚ ۱۴۵ إِلَّا أَنْذِنَنَا بِأَنَّهُمْ صَاغِرُونَ ۖ ۱۴۶ ... سورۃ النساء

"منافق تو یقیناً جنم کے سب سے نیچے کے طبقہ میں جائیں گے، ناممکن ہے کہ تو ان کا کوئی مدعا پا لے" [145] ہاں جو توبہ کر لیں اور اصلاح کر لیں اور اللہ تعالیٰ پر کامل یقین رکھیں اور خالص اللہ ہی کے لئے دینداری کریں تو یہ لوگ مونوں کے ساتھ ہیں، اللہ تعالیٰ مونوں کو بہت بڑا اجر دے گا" [26]

نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقین سے ہاتھ روک کر رکھا، یعنی سزا نہ دی کیونکہ انہوں نے اسلام کو ظاہری طور پر قبول کیا ہوا تھا۔

زندگی لوگوں میں سے حلویہ، ابایہ ہیں اور جو لپیٹ میوں کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ترجیح دیتے ہیں یا جو شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ درجہ صرفت حاصل ہو جانے سے شریعت کے اور انہوں نے ساقط ہو جاتے ہیں یا وہ کہ معرفت حاصل ہو جانے پر یہود و نصاریٰ کے دین پر عمل کرنا جائز ہو جاتا ہے تو یہ شخص کا بھی یہی حکم ہے۔

(12)- اہل علم میں اس مسئلے پر بھی اختلاف پایا جاتا ہے کہ اگر کوئی باشمور بچ جس کا مسلمان ہونا صلح ہے کہ نہیں تو ایک قول یہ ہے کہ اس کا ارتدا دثابت ہو گا بشرط یہ کہ ارتدا کے کسی سبب کا مرتب ہوا ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جس کا اسلام معتبر ہے اس کا ارتدا بھی شمار ہے۔ لیکن اسے فوری طور پر قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ جب وہ بالغ ہو گا تب اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے گا اور اس کو تین دن تک ملت دی جائے گی۔ اگر توبہ کر لے تو اس کی توبہ قبول کی جائے گی ورنہ قتل کی سزا دی جائے گی۔

(13)- ایک شخص نماز کی فرضیت کا اقرار کرتا ہے لیکن سستی و کوہاہی کی وجہ سے ادا نہیں کرتا تو اس کے بارے میں بھی اہل ایمان کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ صحیح بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ وہ شخص بھی کافر ہے کیونکہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :

"إِنَّمَا يَنْهَاكُ عَنِ الْعُشْرِ وَالْمُنْعَنِ عَنِ الْعَدْوَةِ"

"مسلمان بندے اور اس کے کفر کے درمیان حد فاصل تک نماز ہے۔" [27]

نبی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"الْعَدْوَةُ يَنْهَاكُ عَنِ الْمُنْعَنِ فَمَنْ يَرَى كُفْرَهُ فَلْيَرَأْهُ"

"ہمارے اور ان (کفار) کے درمیان عمدہ، نماز ہے جس نے اسے چھوڑا یقیناً اس نے کفر کیا۔" [28]

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

مَا عَلِمْنَا فِي سُخْرَةٍ ۖ ۴۲ قَالَ أَمْكَنَ مِنَ الْمُتَكَبِّرِينَ ۖ ۴۳ ... سورۃ الدڑھ

"تحمیں دوزخ میں کس چیز نے ڈالا؟ وہ جواب دیں گے کہ ہم نمازی نہ ہے۔" [29]

نبی فرمان الہی ہے :

فَإِنْ تَابُوا وَأَذْأَقُوا الظُّلْمَةُ أَتُؤْذِنُ الظُّلْمَةَ فَقُوْمٌ فِي الدُّنْيَا... ۱۱ ... سورۃ الطہ

"اب بھی اگر یہ توبہ کر لیں اور نماز کے پابند ہو جائیں اور زکاۃ فیتیہ ریں تو تمہارے دینی بھائی ہیں۔" [30]

اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص نماز پڑھے وہ ہمارا بھائی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ "اگر وہ نماز کی فرضیت کا اقرار کر لیں" بلکہ یہ فرمایا کہ "نماز قائم کریں۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"نَبِيُّ الْإِسْلَامِ عَلَى تَحْمِيلِهِ شَارِقَةُ الْأَذْرَافِ وَأَنَّ حَمَارَنَوْلَ الْأَنْبَارِ، وَفَقَامَ الْمُسْلِمُونَ، وَ....."

"اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: "گواہی دینا کہ اللہ کے سو اکونی مسیحیوں نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں اور نماز قائم کرنا۔۔۔"

اس حدیث میں بھی "نماز قائم کرنے" کا ذکر ہوا ہے نماز کے اقرار کرنے کا نہیں۔ آج کے اس دور میں نماز کے بارے میں نہایت سستی پائی جاتی ہے جو بہت خطرناک معاملہ ہے۔ نماز کے بارے میں سستی کا مظاہرہ کرنے والوں کو توبہ کرنی چاہیے اور خود کو جسم سے بچانے کے لیے نماز کی ادائیگی کا اہتمام کرنا چاہیے۔ نمازوں میں اسلام کا ایک ستوان ہے۔ نماز ہے حیاتی، برائی اور گناہوں سے روکتی ہے۔

- [1] [11].
اجرامات 9/49.

- [2]. صحیح مسلم الامارة باب حکم من فرق امر المسلمين وهو مجتهد حدیث (60). 1852.

- [3]. صحیح مسلم الامارة باب وجوب الوفاء بیته الغایفۃ الاول فالاول حدیث 1844 وکتاب الاستدلال ابن ابی عاصم ص 519 حدیث 1107 والانتظار.

- [4]. آل عمران 103/3.

- [5]. النساء 4/59.

- [6]. سنن ابن داود السیارة باب فی رذوم السیرة حدیث 4607 وجماع الترمذی الحلم بباب ما جاء فی الاخذ بالسیرة واجتناب البیدعه حدیث 2676 علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے اس روایت کے تمام طرق دیکھے ہیں لیکن مجھے (فَإِنْ تَأْمَرُ) کے بجائے (عبدًا جشیاً) کے الفاظ تھیں میں جیسا کہ سنن ابو داؤد اور جامع ترمذی میں ہے۔

- [7]. مجموع الفتاویٰ 390/28.

- [8]. اجرمات 9/49.

- [9]. السنن الکبریٰ للیمیقی 174/8.

- [10]. مناج السیرة النبویہ 116/6.

- [11]. المائدۃ 21/5.

- [12]. صحیح البخاری البخاری باب لا يذهب بذنب بذنب الله، حدیث: 3017.

- [13]. المسقرۃ: 2/217.

- [14]. النور 65/9.

- [15]. انفل 106/16.

- [16]. النساء: 4/48.

- [17]. الاحزاب 40/33.

- [18]. الموط للایام مالک، الاقنیۃ باب التضليل فی میثمن ارتد عن الاسلام حدیث 1479.

- [19]. صحیح البخاری البخاری باب لا يذهب بذنب بذنب الله، حدیث: 3017.

- [20]. صحیح البخاری الاعتصام بباب قول اللہ تعالیٰ: (وَأَنْزَلْنَا مُحَمَّدًا شُورِيٍّ مُّصَمَّمًا) معلقاً و صحیح مسلم الامان بباب الامر بتناول الناس حتی يقولوا: لالہ الاللہ۔۔۔ حدیث: 21.

- [21]. صحیح البخاری الفراض بباب لا يرث المسلم الکافر ولا الکافر بالسلیمان۔۔۔ حدیث 6764۔ ارتداو سے متعلق احکام میں سے ایک یہ ہے کہ مرد اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی فال دی جائے گی، اگر عدت ختم ہونے سے پہلے توبہ کر لے تو اس کی بیوی اسے واپس مل جائے گی اور اگر عدت ختم ہو گئی اور اس نے توبہ نہ کی تو وہ اس سے ہمیشہ کے لیے جدا ہو جائے گی اور اس فتح نکاح کا اعتبار اسکے ارتداو کے دن سے ہو گا۔ اسی طرح اگر روت (ارتداو) دخول سے پہلے واقع ہو تو پھر بھی نکاح فتح ہو گا۔

- [22]. الانفال 8/38.

- [23]. النساء: 4/137.

- [24]. الانفال 8/38.

-146.4/145-[26]- النساء:

-4678/[27]- سُنَّةُ أَبِي دَاوُدَ السَّيْفِيِّ بَابُ فِي رِدَالِ الرَّجَاءِ حَدِيثٌ

-5/346-[28]- سُنَّةُ أَبِي مَاجَةَ فَمِنْ تَرَكَ الصَّلَاةِ حَدِيثٌ 1079 - وَسَنْدُ أَحْمَدَ

-43.74/42-[29]- الْمَذْكُورُ

-9/11-[30]- الْمُؤْمِنُ

-16/17-[31]- صَحِحَ الْبَغْرَارِيُّ الْأَيَّانُ بَابُ دُعَاءِ كُمَّا يَنْهَمُ حَدِيثٌ 8 وَصَحِحَ مُسْلِمُ الْأَيَّانُ بَابُ بَيَانِ أَرْكَانِ الْإِسْلَامِ وَدُعَائِهِ الْعَظَمُ حَدِيثٌ

حَدِيثُ عَنْ أَنَّهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

قرآن و حدیث کی روشنی میں فتنی احکام و مسائل

حدود و تعزیرات کے مسائل : جلد 02 : صفحہ 446